

مطلب یہ کہ انسان اپنی حقیقت پر غور کرے تو نہ دنیا کی کوئی چیز اسے
 بھگا کر دام میں الجھا سکتی ہے اور نہ عقبا کی کوئی لغت اس کے لیے ترغیب
 کا سامان بن سکتی ہے۔ وہ ذاتِ باری تعالیٰ کی رضا کے سوا ہر شے سے
 بے پروا رہے گا۔ یہی دعوتِ مرزا غالب کا اصل مقصود ہے۔

۳۔ لغات۔ اصنام : صنم کی جمع، بُت

شرح : وجودِ حقیقی صرف ایک ہے۔ جو لوگ ہزاروں لاکھوں
 وجودوں کو کسی نہ کسی شکل میں مانتے ہیں اور وحدت میں کثرت آرائی کے
 قائل ہیں، وہ حقیقت میں وہم کی پوجا کر رہے ہیں۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ
 ایک وجود کے سوا کسی کو نہ مانا جائے۔ توحید کے معنی یہی ہیں۔ آہ! لوگوں
 نے وہم کی پرستش میں جو خیالی بُت قائم رکھے ہیں، انھوں نے مجھے ایمان
 کے راستے سے ہٹا کر کافر بنا دیا ہے۔

جب ایمان توحید پر ہو تو کثرت کو تسلیم کرنا یقیناً توحید کے منافی ہے
 اس لیے اسے ایمان کے بجائے کفر کہنا چاہیے۔

۴۔ شرح : جب تک میرے بال و پر موجود تھے، دل میں پھولوں

کی آرزو تھی، لیکن جب بال و پر کٹ گئے اور میں پرواز کے ہر سامان سے
 محروم ہو گیا تو ساتھ ہی پھولوں کی آرزو بھی افسردہ ہو کر رہ گئی، یہاں تک کہ
 اس آرزو کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، گویا اس معاملے میں خلیجان کی کوئی
 صورت باقی نہ رہی۔

بہر مقصد و نصب العین کے محرکات و عوامل ہوتے ہیں، جن کی بدولت
 مقصد کے لیے سعی و کوشش کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے اور آرزو اسی
 وقت تک زندہ سمجھی جاتی ہے، جب تک اس کے لیے تحریک کے موجبات
 موجود ہوں۔ پھولوں کی آرزو کے لیے بلیبل کے سامنے بال و پر واحد محرک
 تھے، وہ جب چاہتی، اُڑ کر ان کے پاس پہنچ سکتی تھی۔ جب بال و پر ہی نہ